احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 116 | جمعہ 22 محرم الحرام 1418ھ 30 ہجرت 1376 ہش 30 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنا ضروری ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 407)

جرمنی میں اس صدی کے اختتام تک سو بیوت الذکر بنانے کے منصوبہ میں

حضرت سیدہ مہر آپا کی طرف سے 3 لاکھ مارک کے عطیہ کا اعلان

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے یہ اعلان کرتے ہوئے اپنی طرف سے بھی 50 ہزار مارک پیش کرنے کا اعلان فرمایا

اس صدی کے آخری سال میں جرمنی کو ایک لاکھ بیعتیں پیش کرنے کا ارشاد

(مورخہ 23 مئی 1997ء کے خطبہ فرمودہ جرمنی کے بعض نکات

ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مورخہ 23 مئی 1997ء کو جرمنی میں خطبہ کے آخر میں فرمایا:۔

میں آپ کو ایک غم کی خبر بھی سنانا چاہتا ہوں اور اس میں ایک خوشی کی یعنی بشریٰ کی خبر بھی موجود ہے۔ ہماری وہ والدہ جو اس وقت حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) کی بیگمات میں سے زندہ موجود ہیں۔ دو زندہ تھیں جن میں سے ایک آپا بشریٰ سیدہ مہر آپا' کل ان کے وصال کی خبر آئی ہے۔ وہ میرے ماموں عزیز اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی تھیں اور غالباً جہلم میں یا اب مجھے یاد نہیں مگر اتنا مجھے پتہ ہے کہ 1919ء میں اپریل میں آپ پیدا ہوئیں اور میری والدہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی بعض خوشخبریوں کے نتیجے میں حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) نے ہم بچوں کی خاطر ان سے شادی کی۔ میں اور میری تین بہنیں تھیں اور حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) کی خواہش تھی کہ اپنے خاندان کا ہی' یعنی میری امی کے خاندان کا ہی کوئی شخص ہماری نگہداشت کرے۔ کیونکہ ان کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ فیصلہ تھا کہ ایک بیماری کی وجہ سے ان کے بچہ نہیں ہو سکتا اس لئے حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) نے یہ بھی سوچا کہ ایسی ماں ان کو ملے گی جس کے الگ اپنے بچے نہیں ہوں گے۔ مجبوراً وہ انہی سے پیار کرے گی۔ اور اسی وجہ سے آپ کا نام "مہر آپا" رکھا گیا۔ جس کا آپ کی ایک رویاء (-) سے تعلق تھا۔ کہ ایسی آپا جو "مہر" بن جائے اب مہر ای نہیں فرمایا' مہر آپا' اور واقعۃً ہم سب کا آپ سے تعلق آپا ہی کی قسم کا تھا۔ مگر مہر والا تعلق' کم از کم میں اپنی ذات میں ضرور کہہ سکتا ہوں' میرا ان سے تعلق ہمیشہ مہر کا رہا۔ یعنی محبت اور پیار کا تعلق بہرحال آخری عمر میں ان کو بعض ایسی تکلیفیں لاحق تھیں جن کے نتیجے میں یہ زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔ اس لئے ان کا جانا ان کے لئے رحمت تھا۔ اور ان کے لئے بھی جو اس تکلیف کو دیکھتے اور محسوس کرتے تھے۔ بہرحال آپ نے جانا تھا۔ 78 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو واپس بلایا۔ ان کے متعلق آج جو میں اعلان کر رہا ہوں اس کا اس مضمون سے تعلق ہے جو میں ابھی آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔

سیدہ مہر آپا مختلف وقتوں میں مختلف وصیتیں کرتی رہی ہیں۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے ان کی نظر اپنے بھائیوں پر بہنوں پر اور ان بچوں پر پڑتی رہی جو ان کے گھر پر پلتے تھے۔ اپنی جائیداد کا سارا انتظام انہوں نے میرے سپرد کر دیا تھا۔ اور اس بارے میں کامل یقین تھا۔ یعنی میری (امامت) سے بہت پہلے کی بات کر رہا ہوں میں' مجھ پر میری ذات پر کامل یقین تھا اور یہ شرط تھی کہ میں ان کو حساب پیش کرنے کا پابند نہیں ہوں گا۔ ان کو یقین تھا' رہے گا کہ میں جو بھی کروں گا درست کروں گا۔ اور ان کی جائیداد کو ایسے سنبھالوں گا کہ بفضلہ تعالیٰ باقیوں سے بہتر ہو گی کمتر نہیں ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے ایک

باقی صفحہ 7 پر

درخواست دعا

○ محترم ملک منور احمد صاحب جاوید نائب ناظر دار الضیافت ربوہ کچھ دنوں سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترم چوہدری رشید احمد زیروی صاحب وفات پا گئے

○ محترم چوہدری رشید احمد زیروی صاحب ایم اے بی ایڈ۔ واقف زندگی دفتر وکالت دیوان (سابق ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ) ابن مکرم چوہدری فتح محمد صاحب مورخہ 25- مئی 1997ء بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئے۔ ان کی عمر 55 سال تھی۔ 1983ء میں زندگی وقف کی اور تادم آخر خدمت دین کی توفیق پائی ان کا جنازہ اسی روز بعد عشاء بیت المہدی میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے پڑھایا اور قبرستان عام نمبر1 میں تدفین کے بعد دعا بھی محترم چوہدری صاحب نے کروائی۔

موصوف نے اہلیہ اور 5 بچے جو زیر تعلیم ہیں یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب ان کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ رسول بی بی صاحبہ زوجہ مکرم محمد علی باجوہ صاحب (وفات یافتہ) آف چک نمبر 37 جنوبی سرگودھا مورخہ 97-5-28 بوقت ڈیڑھ بجے دوپہر بعمر تقریباً 90 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ بیت مبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہونے پر مکرم آغا سیف اللہ صاحب ناظم دار القضاء ربوہ نے دعا کروائی۔ موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ولد مکرم اللہ بخش صاحب 12- مئی 1997ء کو صبح چار بجے احمد پور ضلع سانگھڑ نزد شہداد پور بعمر 80 سال وفات پا گئے موصوف پیدائشی احمدی تھے اور کئی سال احمد پور ضلع سانگھڑ کے صدر جماعت رہے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو دکھ اور تکالیف اٹھانے کے لئے تیار کر لینا چاہئے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

30- ہجرت 1376 ھش — 30- مئی 1997ء

جرائم کا خاتمہ - خدا تعالیٰ کی محبت کے ذریعے

ہم میں سے کون ہے جو خامیوں سے پاک ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم میں سے کون ہے جو اپنی خامیوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی میں بہتری اس وقت آتی ہے جب انسان کو یہ احساس ہو جائے کہ اس میں کوئی خامی ہے اور اس خامی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ جونہی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کسی نہ کسی طرح کوشش شروع کردی جاتی ہے کہ یہ خامی دور ہو جائے۔ اور جب وہ دور ہو جاتی ہے تو انسانی زندگی پہلے سے زیادہ بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمیں دوسروں میں تو خامیاں نظر آتی ہیں۔ اور وہ خامیاں کیڑوں کی طرح کلبلاتی نظر آتی ہیں۔ لیکن اپنی ذات میں جو خامی ہوتی ہے اسے ہم کسی نہ کسی طرح اچھا روپ دے کر ڈھانپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی ہم یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میں نے تو جو کچھ کیا ہے حالات کے پیش نظر کیا ہے۔ اگر یہ حالات پیش نہ ہوتے تو میں ویسا نہ کرتا۔ یا دوسروں نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن کیا ہم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ ہماری ہی طرح سے دوسرے لوگ بھی مجبور ہو سکتے ہیں دوسرے لوگ بھی ہماری کسی بات پر ناراض ہو کر کوئی ایسی بات کر سکتے ہیں جنہیں ان کی کسی خامی کا نتیجہ کہا جا سکے۔

بہرحال اپنی طرف دیکھنا سب سے زیادہ مشکل ہے آپ کچھ کرتے ہیں تو اس کے لئے اپنے دل میں وجوہات پیدا کر لیتے ہیں۔ آپ کچھ نہیں کرتے تو اس کے لئے بھی اپنے دل میں وجوہات پیدا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن دوسروں کی خامیوں پر ہماری نظر بڑی آسانی سے اٹھتی ہے۔ اور ہم دل ہی دل میں یہ سوچتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی خامیوں کو دور کیوں نہیں کرتے۔ اس وقت اگر دیکھا جائے تو ہمارے ماحول میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ کسی جگہ پر امن نظر نہیں آرہا۔ ہر لحاظ سے انسان مشکلات میں پھنسا ہوا ہے۔ ایک ہی ملک کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ اگرچہ ساری باتیں تو سامنے نہیں آتیں لیکن چیدہ چیدہ باتیں جو اخبارات میں شائع ہوتی ہیں وہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جہازی صفحات کے صفحات بھرے پڑے ہیں اس بات سے کہ کس حد تک بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ قتل ہو رہے ہیں۔ ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ جنسی بے راہ روی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ غبن ہو رہے ہیں۔ اغوا ہو رہے ہیں۔ اور کوئی ایسی بدی نہیں یا کوئی ایسی فطرت کی خامی نہیں جو کھل کر سامنے نہ آرہی ہو۔ کسی بات کے پیچھے حرص و ہوس ہے۔ کسی بات کے پیچھے قومی تعصب ہے۔ کسی بات کے پیچھے مذہبی تعصب ہے۔ اور کسی بات کے پیچھے محض پاگل پن ہے۔ ان سب باتوں نے انسانی زندگی کو اجیرن کر رکھا ہے۔ اگرچہ ہمیں تو بہت کم پتہ چلتا ہے۔ چند شہروں یا قصبوں یا دیہات یا چند لوگوں کی باتیں سامنے آتی ہیں۔ اور اگر سارے ملک کا اندازہ لگانا ہو تو شائد جو کچھ ہمارے سامنے آتا ہے اسے ہزاروں ہزار سے ضرب دینی پڑے۔ کیونکہ یہ باتیں کسی ایک خطے سے تو متعلق نہیں۔ ہر خطے میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اور پھر کسی ایک ملک کے ساتھ ان باتوں کا کوئی واسطہ نہیں۔ سب ملکوں میں ایک ہی طرح کے جرائم ہو رہے ہیں۔ معصوموں پر ظلم ہو رہا ہے اور کوئی روکنے والا نہیں۔ حکومتیں یہ کہتے نہیں تھکتیں کہ ظالم کا گلا گھونٹ دیا جائے گا۔ ظالم کو ایسی سزا دی جائے گی کہ بھلائی نہیں جا سکے گی۔ لیکن ظالم تو سامنے آتے ہی نہیں۔ ظالم تو پکڑے ہی نہیں جاتے۔ اگر حکومتیں فی الواقعہ ایسا کر سکیں تو چند مہینوں میں یا یہ کہہ لیجئے چند سالوں میں سارے جرم ختم ہو جائیں۔ ہر قسم کا ظلم بند ہو جائے۔ ہر قسم کی بے چینی سے لوگوں کو چھٹکارا مل جائے۔ ہر شخص ایک بہتر زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ سالہا سال جرم جاری رہتا ہے اور بعض اوقات بڑھنے لگتا ہے۔ اور اتنا بڑھ جاتا ہے۔ کہ اس پر ہاتھ ڈالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ منشیات اور مافیا کے ذریعہ ہی جو جرم ہوتے ہیں ان کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ گئے ہیں کہ افراد نہیں حکومتیں اس سے پریشان ہو گئی ہیں۔ اور کسی ایک ملک کی حکومت نہیں بلکہ کئی ملکوں کی حکومتیں مل کر بھی ان باتوں کو ختم نہیں کر سکیں۔ ختم کرنے کی کوشش کا دعویٰ تو کرتی ہیں اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کام بھی کرتی ہیں۔ لیکن نتیجہ وہی صفر کا صفر۔

دراصل بات یہ ہے کہ سوچنا اس بات پر چاہئے کہ جرائم ہوتے کیوں ہیں۔ انسان بے چین اور بے قرار کیوں ہے۔ وہ معصوموں پر ہاتھ کیوں ڈالتا ہے۔ اور نتائج کی ذمہ داری کو اپناتا کیوں نہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کے دل سے خدا کی محبت اور خدا کا خوف مٹ چکے ہیں بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا کے وجود کا اقرار کرنے کے باوجود انسان کام اس طرح کرتا ہے کہ گویا کوئی خدا موجود ہی نہیں۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں ہے اور ہاتھ پکڑ کر اس کو سزا نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور قادر ہے اس بات پر کہ وہ کسی کا بھی ہاتھ پکڑ کر اسے سزا دے دے۔ تو جرم نہ صرف کم ہو جائے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ بالکل ہی مٹ جائے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی دن میں ساری دنیا کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو جائے۔ اور تمام تر توجہ اسی کی طرف ہو جائے۔ ہر کام کی طرح یہ کام بھی آہستہ آہستہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کام کے ہونے کے لئے سب سے پہلی شرط تو یہ ہوتی ہے کہ پہلا قدم اٹھایا جائے۔ اس کام کا آغاز کیا جائے۔ جس کام کا آغاز ہی نہیں کیا جاتا وہ آگے کیسے بڑھے گا۔ اور انجام تک کیسے پہنچے گا۔

پس آغاز کرنا نہایت ضروری ہے اور آغاز کرنے کے بعد مایوسی کو قریب نہ آنے دیا جائے۔ جو کام آہستہ آہستہ ہوتے ہیں وہ وقت لیتے ہیں اور وقت لینے کے بعد نتائج ظاہر کرتے ہیں۔ پس اگر ہم میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرلے اور اس سے اپنی محبت کو بڑھاتا چلا جائے اور اس کے ڈر کو اپنے دل میں جگہ دے تو یقیناً بے چینی بھی ختم ہو جائے گی۔ معصوموں پر ظلم بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور انسان امن کے گہوارے میں زندگی بسر کرنے لگے گا۔ پس اپنی خامیوں کا بھی خیال کریں اور دوسروں کی خامیوں کا بھی خیال کریں۔ اور کوشش یہ کریں کہ ہر شخص کے دل میں خدا تعالیٰ کا وجود ایک حقیقت بن جائے۔ اس کی قدرتوں کو سامنے لاتے ہوئے اس سے محبت بھی پیدا ہو اور اس سے ڈر بھی پیدا ہو۔ ایسا کرنے سے ہم آہستہ آہستہ اپنی اور دوسروں کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانا شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس پہلے قدم کی توفیق دے اور پھر اسے آگے بڑھنے کا ارادہ دے اور اس ارادے میں اسے کامیاب کرے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

میں اپنے منہ سے یہ کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا
بہت باتیں ہوئی ہیں آپ اب تشریف لے جائیں
مگر کہنا ہی پڑتا ہے' سمجھ لیں' کہہ دیا میں نے
ملے موقعہ تو پھر بھی آپ آئیں' بے جھجک آئیں

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر کرشنا راؤ
ترجمہ محمد ذکریا ورک- کینیڈا

دنیا کا سب سے عظیم انسان

کردار کی عملی خوبی (حضرت) محمد (ﷺ) کے کردار کی یہی عملی خوبی ہے جس نے سائنس کی روح کو جنم دیا' یہی سپرٹ تھی' جس نے روز مرہ کے دنیوی کاموں اور محنت کو بھی نیک کام گردانا۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ خدا کی عبادت کرے مگر اس عبادت کا بھی ایک خاص مفہوم ہے۔ خدا کی عبادت صرف روزانہ نماز تک ہی محدود نہیں' ہر کام اس لئے ہے کہ خدا کی رضا ملے اور اس کے ساتھ انسانیت کو بھی اس سے فائدہ ہو۔

اسلام زندگی کو مقدس قرار دیتا ہے زندگی کے کاروبار کو سرانجام دینا بھی نیک کام ہے۔ بشرطیکہ یہ کام دیانتداری' انصاف' اور نیک نیتی سے کئے جاویں۔ یہ پرانی روایت جو مقدس اور غیر مقدس میں فرق کرے اسے نیست و نابود کرتا ہے قرآن ارشاد کرتا ہے کہ اگر تم پاک صاف اشیاء کھاؤ اور خدا کے مشکور ہو تو یہ بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے (حضرت) محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک خاوند اپنی بیوی کے منہ میں غذا کا نوالہ ڈالے تو یہ بھی نیک فعل ہے اور خدا اس کا اجر دیتا ہے۔

(حضرت) محمد ﷺ کی ایک اور حدیث کے مطابق "وہ شخص جو اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے نیک طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کا ثواب خدا دیتا ہے..." ایک صحابی نے یہ سنا تو اس نے سوال کیا "اے اللہ کے رسول ایسا شخص تو اپنے من کی شہوانی خواہشات کا مرید ہوگا" آپ نے جواب میں فرمایا "اگر ایسا شخص اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے غیر اخلاقی طریقہ استعمال میں لاتا تو اس کو سزا ملتی مگر اس کے صراط مستقیم پر چلنے کی بناء پر اس کو اس کا اجر بھی تو ملنا چاہئے..."

مذہب کے بارہ میں یہ نیا تصور کہ اس کو اس دنیا کے معاملات سے سروکار بھی ہونا چاہئے چہ جائیکہ یہ صرف حیات بعد الممات سے سروکار رکھے اس نئے تصور نے نئی قسم کے اخلاقی اوصاف کو جنم دیا ہے۔ زندگی میں انسانوں کے باہمی تعلقات پر اس کا پر کیف اثر۔ اس کا عوام الناس پر غلبہ' حقوق و فرائض پر اس کا اطلاق' جاہل مطلق انسان سے لے کر فلاسفر تک کے لئے اس کا قابل قبول ہو جانا یہ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے چند ایک مخصوص فیچرز ہیں۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ نیک اعمال پر تاکید اسلامی تعلیمات سے انحراف پر ختم نہیں ہوتی اگرچہ اس نظریہ کے بہت سے مکاتب فکر ہیں ایک مکتب فکر ایمان کو عمل پر ترجیح دیتا ہے جبکہ دوسرا نیک اعمال کو صحیح عقیدہ سے بہتر جانتا ہے لیکن مذہب اسلام صحیح عقیدہ اور نیک عمل دونوں پر اپنا مدار رکھتا ہے وسائل جتنے نتیجہ کے لئے ضروری ہیں اتنا ہی نتیجہ وسائل کے لئے لازم ہے یہ ایک بنیادی وحدت ہے دونوں باہم مل کر زندہ رہتے اور پھلتے پھولتے ہیں دونوں کو علیحدہ کردو تو ایک ایک کر کے تنزل پذیر ہو کر نابود ہو جائیں گے۔

اسلام میں عقیدہ عمل سے جدا نہیں کیا جا سکتا صحیح علم اگر نیک عمل میں شامل ہو تو اس کا صحیح نتیجہ پیدا ہوگا مندرجہ ذیل الفاظ قرآن میں کتنی بار دہرائے گئے ہیں "ایسے لوگ جو ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں صرف وہی جنت میں داخل ہوں گے"..... یہ الفاظ بیسیوں مرتبہ دہرائے گئے ہیں تا اس کی اہمیت اور اس کی ضرورت سے لوگ بہرہ ور ہو سکیں۔ نیک نیتی اچھی چیز ہے مگر یہ متہائے مقصود نہیں ہے ایسے لوگ جو ایمان لاتے مگر عمل نہیں کرتے ان کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے وہ لوگ جو ایمان لاتے مگر غلط کام سرزد کرتے ان کا مذہب اسلام میں ہونا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ خدائی قانون کوشش و عمل کا قانون ہے نہ کہ صرف تصوراتی قانون۔ مذہب اسلام انسانوں کے لئے ابدی ترقی کا راستہ طے کرتا ہے جو علم سے عمل اور عمل سے تسکین قلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحیح عقیدہ اور ایمان جس سے صحیح عمل جنم لے اور جس سے انسان کو تسکین حاصل ہو وہ آخر ہے کیا؟؟ اس کا جواب اسلام یہ دیتا ہے کہ اسلام کا مرکزی عقیدہ توحید ربانی ہے دنیا میں کوئی اور معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ یہ وہ مرکزی نکتہ توحید ہے جس کے اردگرد اسلام کی تعلیمات اور روایات گھومتی ہیں' اللہ بے مثال ہے نہ صرف اس لئے کہ خدا موجود ہے بلکہ یہ بھی کہ اس کی خدائی صفات بے مثال ہیں۔

جہاں تک خدائی صفات کا تعلق ہے یہاں مذہب اسلام Law of Golden Mean پر انحصار کرتا ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر اس بارہ میں بڑا واضح ہے۔ یہ خدا کا نظریہ ایسا نہیں پیش کرتا جس کے مطابق وہ تمام صفات کا حامل ہو جاتا۔ یہ اس نقطہ نظر کو بھی رد کرتا ہے جس کے مطابق خدا یوں نظر آتا گویا وہ مادی دنیا کی کوئی چیز ہو۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے دنیا میں کوئی چیز نہیں جو خدا سے مشابہت رکھتی ہو..... مگر قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے سنتا ہے۔ علم والا ہے۔ خدا ایسا بادشاہ ہے جس میں کوئی کمی یا اس کی ذات پر کوئی دھبہ نہیں ہے خدا کا طاقتور جہاز انصاف اور مساوات کے سمندر میں موجزن ہے۔

خدا رحیم ہے۔ اور رحمان ہے وہ تمام دنیا کا رکھوالا ہے۔ اسلام اس مثبت بیان پر بات ختم نہیں کرتا اس کے ساتھ ہی اسلام یہ کہتا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ہستی نہیں ہے جو سب کی محافظ ہو وہ ہر سود و زیاں کو پورا کرنے والا ہے۔ کوئی اور نقصان کو پورا نہیں کر سکتا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں خدا ہر ضرورت سے بالا ہے وہ انسان کو بناتا۔ روح کا خالق' روز جزا کا مالک کل۔ اور قرآن کے الفاظ میں تمام اچھی صفات خدا سے منسوب ہیں۔

انسان کا اس کائنات میں کیا مقام ہے؟

انسان کا اس کائنات میں کیا مقام ہے؟ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے "زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا نے اسے تمہارے ماتحت بنایا ہے (اے) انسان ہم نے تجھے کائنات پر حکومت کے لئے بنایا ہے۔

انسان کا خدا سے کیا تعلق ہے؟ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے اگرچہ انسان کو کسی حد تک "فری ول" حاصل ہے مگر مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہر انسان مخصوص حالات میں پیدا ہوتا اور ایسے حالات میں رہتا جو اس کے کنٹرول سے باہر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے حکم اور منشاء کے مطابق انسان ایسے حالات میں پیدا ہوتا ہے جو میرے نزدیک اس کے لئے بہترین ہوتے ہیں۔ فانی انسان ایسے آفاقی منصوبہ یا پلان کو سمجھنے سے قاصر ہے لیکن خدا انسان کو عسر میں اور یسر میں' صحت میں اور بیماری میں' تنگی میں اور ترشی میں آزمائش میں ڈالتا ہے خدا کے آزمانے کے پیمانے ایک شخص سے دوسرے شخص اور لحہ بہ لحہ مختلف ہوتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے کہ تنگی میں انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے اور غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال میں نہیں لانے چاہئیں۔ یہ بھی زندگی کا ایک دور ہے۔ یسر کی حالت میں خدا کو فراموش نہ کردو۔ خدا کی عطا کردہ صلاحیتیں اس کی نعمت ہیں۔ انسان زندگی کے ہر لحہ ہر آن آزمائش میں سے گزر رہا ہے انسان کے لئے اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ سوال کرے کیوں؟ بلکہ عمل کرنا اور موت سے ہمکنار ہو جانا اس کی سرشت میں ہے۔ زندہ رہو تو خدا کی رضا کے مطابق زندہ رہو۔ اور اگر مرنا ہے تو بھی خدا کے رستے میں مرو۔ اس زندگی کو زمین پر متہائے مقصود نہ جانو۔ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جو ابدی ہے مرنے کے بعد زندگی تو درحقیقت ملانے والا رابطہ ہے ایک ایسا دروازہ ہے جس کے کھلنے پر زندگی کی حقیت عیاں ہوتی ہے۔

زندگی میں ہر فعل خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اپنا دائمی اثر اپنے پیچھے چھوڑتا ہے خدا کی باتیں ہم سے اکثر نہاں ہوتی ہیں ہاں بعض کا ہمیں علم ہوتا ہے جو کچھ انسان میں پوشیدہ ہے یا جو کچھ اس سے اس دنیا میں خفیہ ہے وہ اگلے جہان میں اس کے سامنے کھلا کھلا نظر آئے گا۔ نیک انسان ایسی لذتوں سے اگلی دنیا میں شناسا ہوں گے جن کو ان آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ لوگوں کے دلوں میں گزری ہیں ایسے لوگوں کے ترقی کے مدارج اونچائی کی طرف طے کئے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے یہ موقعہ ہاتھ سے گنوا دیا اس زندگی میں ان کا علاج اس روحانی بیماری سے علاج حاصل کرنے کے لئے کیا جائے گا۔ وہ بیماری جو ان پر ان کے فعل سے وارد ہوئی۔ ہوشیار یہ ایک عبرت ناک آزمائش ہوگی ہمارے جسم پر ہونے والی اذیت کی درد کو ہم سہہ سکتے ہیں مگر روحانی درد مکمل جہنم ہوگا جو ناقابل برداشت ہوگا۔ اس لئے ایسے ارادوں اور نفسانی خواہشات کے خلاف اس دنیا میں جہاد کرو جو انسان کو برائی کے راستہ پر گامزن کرتی ہیں روحانیت کے اس درجہ پر پہنچو جہاں نفس لوامہ انسان میں جاگ اٹھتا ہے اور روح نیکی و اخلاق کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کے لئے از حد کوشش کرتی ہے اور نافرمانی کے خلاف انقلاب پیدا کرتی ہے یہ چیز انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جہاں روح مطمئن ہو جاتی ہے خدا سے رضامند اور صرف خدا کی ذات میں یہ مسرت اور لذت حاصل کرتی ہے۔

روح اس مرحلہ پر ڈگمگاتی نہیں۔ آزمائش کا ہر مرحلہ آسانی سے گزر جاتا ہے صداقت کی فتح ہوتی ہے اور کذب اپنے ہتھیار نیچے پھینک دیتا ہے تمام مسائل تب حل ہو جائیں گے تمہارا اگھر تمہارے خلاف نبرد آزمانہ ہوگا۔ تمہاری ذات اس وقت خدا کی رضا میں بالکل مدغم ہو جائے گی اور خدائی مقصد کے آگے اپنے آپ کو دستبردار کردے گی تمام خفیہ قوتیں تب ظہور میں آجائیں گی روح اس وقت بالکل مطمئن ہوگی۔

زندگی کا چشمہ یہ انسان کا متہائے مقصود ہے یعنی ایک طرف تو وہ اس کائنات کا آقا و مالک بن جائے تو دوسری طرف اس کی روح خدا کی ذات میں طمانیت حاصل کرے نہ صرف یہ کہ وہ خدا سے خوش ہو بلکہ اس کا خدا بھی اس سے خوش و خرم ہو۔

طمانیت۔ مکمل طمانیت' قناعت مکمل قناعت' سکون مکمل سکون۔ خدا کی محبت اس مرحلہ پر اس کی خوراک بن جاتی ہے اور وہ زندگی کے چشمہ سے خوب جی بھر کر سیراب ہوتا ہے غم اور شکست اس پر غلبہ نہیں پا سکتے اور وہ کامیابی میں دلشاد ہوتا ہے۔

مغربی اقوام کائنات کو تسخیر کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں مگر ان کی روح ابھی تک تسکین اور راحت نہیں حاصل کر سکی مشہور مصنف ٹامس کارلائل زندگی کی اس پر شوکت فلاسفی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اس نے کیا خوب کہا ہے....... "ہماری مجموعی طاقت خدا کی مکمل اطاعت میں پوشیدہ ہے خدا جس قسم کا سلوک ہم سے کرتا ہے جو چیزیں ہمیں عطا کرتا ہے حتیٰ کہ ہمیں موت یا موت سے بھی بدتر چیز ملے وہ ہمارے لئے بہتر ہوگی اگر ہم اپنا سر خم خدا کے آگے تسلیم کردیں......"

گوئٹے نے کیا خوب کہا ہے... "اگر یہ اسلام ہے تو کیا ہم اسلامی زندگی نہیں گزار رہے...." کارلائل اس سوال کے جواب میں کہتا ہے "ہاں ہم سب لوگ جن میں کچھ بھی اخلاقی زندگی کی رمق باقی ہے اسلامی زندگی گزار رہے ہیں یہ

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے باطن کو ایسا پاک صاف کرلو جیسا کہ چاہئے خدا بڑا پاک' قدوس اور سب سے بڑھ کر مطہر ہے۔ اس کی جناب میں مقرب بھی وہی ہو سکتا ہے جو خود پاک ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر نثار احمد فاروقی (نئی دہلی)

ہفت روزہ لاہور 17 مئی 1997ء

ابو ریحان البیرونی

ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی ایک نادر روزگار شخصیت ہے۔ وہ فلسفی بھی تھا۔ ایک ماہر ریاضی دان اور مورخ بھی۔ علم نجوم و فلکیات میں بھی کامل دسترس تھی۔ یونانی اور ہندوستانی فلسفے کا اس نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اس کا اصلی وطن خوارزم تھا۔ مگر اس نے طلب علم میں دور دراز ملکوں کی سیاحت کی تھی۔ ساری عمر تحصیل علم، تحقیق مسائل اور تالیف و تصنیف میں مشغول رہا۔ کثرت تصانیف کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ معجم الادباء کے مصنف یاقوت حموی نے شہر مرو میں اس کی کتابوں کی فہرست دیکھی تھی جو باریک خط میں ساٹھ ورقوں پر لکھی تھی۔ اب اس کی صرف چند کتابیں ہی ملتی ہیں۔ ان میں "الاثار الباقیہ نحن قرون الغالیہ" کا انگریزی ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ اس کا موضوع تاریخ ہے۔ "الجماہرفی محرفتہ الجواہر" "القانون المسعودی" اور "التفہیم لصناعہ التنجیم" اس کی دوسری کتابیں ہیں۔ مگر ہمارے لئے اس کی سب سے اہم تصنیف "تحقیق الہند من مقولہ مقبولتہ فی العقل و مرزولتہ" ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے اور کتاب ایسی اہم معلومات سے پر ہے کہ اسے ہندوستان کی سب ہی زبانوں میں منتقل کیا جانا چاہئے۔

مختصر سوانحی کوائف

البیرونی تقریباً 973ء میں پیدا ہوا اور 75 سال کی عمر میں 1048ء میں وفات پائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بیرون نام کا کوئی قصبہ سندھ میں تھا اسی کی نسبت سے یہ بیرونی کہلاتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اپنی جوانی کے دنوں میں وہ ہندوستان آیا اور اس وقت یہاں جو علمی مرکز تھے ان میں گیا۔ ایک عرصہ تک اس نے سنسکرت سیکھی اور اس میں کامل مہارت حاصل کر کے ہندوستانی فلسفہ، نجوم و فلکیات، ہندسہ ریاضی کی قدیم کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا۔ اندازہ یہ ہے کہ ہندوستان میں وہ کشمیر، بنارس، اوجین اور قنوج جیسے شہروں میں رہا ہے۔ اس نے ہندو مذہب اور تہذیب کا ہی نہیں یہاں کے رسم و رواج، عادتوں اور ٹوٹکوں کا بھی مطالعہ کیا۔ وہ غالباً 1030ء سے پہلے ہندوستان میں رہا ہے۔ جب عمر اور شعور میں کافی پختگی آ چکی تھی۔ وہ سلطان محمود غزنوی کا معاصر ہے۔ جس زمانے میں سلطان محمود ہندوستان پر حملے کر کے زر و جواہرات سمیٹ رہا تھا۔ لگ بھگ اسی دور میں ابو ریحان البیرونی علمی دولت سے اپنے خزانے بھر رہا تھا۔

سلطان محمود پر وہ سخت تنقید کرتا ہے۔ اور اس کے حملوں سے یہاں کی اجتماعی زندگی کو اور علمی مرکزوں کو جو نقصان پہنچا۔ اس کا ماتم کرتا ہے۔ محمود غزنوی جو خزانے یہاں سے لے گیا تھا وہ تو کبھی کے خرچ ہو چکے مگر البیرونی نے یہاں سے جو علمی جواہر حاصل کئے تھے وہ آج بھی تابندہ ہیں اور ہم البیرونی کے احسان مند ہیں کہ اس نے ہماری علمی و ثقافتی میراث کو اس طرح محفوظ کر دیا کہ ایک ہزار سال گزرنے پر ان کی قدر و قیمت کئی ہزار گنا بڑھ گئی ہے۔ ایڈورڈ ذخار اسے فکری اعتبار سے دنیا کا عظیم ترین انسان کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اہل ہند کو البیرونی پر فخر کرنا چاہئے اور اس کے احسانات کا اعتراف کرنا چاہئے۔ کہ "تحقیق ماللہند" کی بدولت ایسے متون اور ایسی تفصیلات محفوظ ہو گئی ہیں جو بصورت دیگر ہمیشہ کے لئے ناپید ہو گئی ہوتیں۔ اس نے وراہامہرا کی دو کتابوں کا سنسکرت سے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح کپلا کی "سانکھیا" کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ بنارس کے پنڈت وجیانند کی تصنیف "کرن تلک" کو عربی میں منتقل کیا۔ یہ جیوتش کے موضوع پر ایک قدیم کتاب ہے۔ خود البیرونی نے اسطرلاب بنانے کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی اسے ہندوستانی وِدوانوں کے فائدہ کے لئے سنسکرت میں بھی ترجمہ کیا۔

بطلیموس کی مشہور کتاب "المجسطی" کو بھی اس نے سنسکرت کا لباس پہنایا۔

ہندوستانی کتابوں میں سے وہ "بھگوت گیتا" سے بہت متاثر تھا۔ ممکن ہے کہ اس کتاب کا بھی مکمل عربی ترجمہ کیا ہو۔ مگر یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ گیتا کے طویل اقتباسات کا عربی ترجمہ سب سے پہلے "تحقیق ماللہند" میں ملتا ہے۔

محقق بھی

البیرونی صرف اپنے علم و فضل ہی میں امتیازی شان نہیں رکھتا بلکہ دوسرے بہت سے عالموں کے مقابلہ میں وہ اس اعتبار سے بھی ممتاز ہے کہ اس کا رجحان تحقیق کی طرف بہت قوی ہے۔ کسی طرح کا علمی، مذہبی یا علاقائی تعصب اس کے یہاں نہیں ہے۔ وہ آزاد خیال بھی ہے اور جرات اظہار بھی رکھتا ہے۔ اس کا علم گہرا بھی ہے۔ وسیع بھی اور اس میں تنوع بھی پایا جاتا ہے۔

وہ فلسفیانہ متانت اور اختصار کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ جو ایک عام قاری کی ذہنی سطح سے کچھ بلند اور کبھی خاصا مشکل ہوتا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک ہزار سال میں زبان و اسلوب کے معیار بھی بدلے ہیں اور وہ علوم جن سے البیرونی بحث کرتا ہے اپنی شکل بدل کر کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی فلکیات یا علم طبقات الارض یا تقویم ایسے موضوعات پر اس کے افکار کا گہرائی میں اتر کر جائزہ لے تو یہ اعتراف کرے گا کہ البیرونی اکثر مسائل میں سائنسی تحقیقات کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔ اس کا لب و لہجہ ناقدانہ رہتا ہے اور اس میں وہ اعتماد پایا جاتا ہے۔ جو مسائل کی ذاتی تحقیق ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ البیرونی کئی زبانوں کا ماہر تھا۔ اس کی سنسکرت دانی کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔ فارسی اس کی مادری زبان تھی۔ وہ یونانی، سریانی اور عبرانی زبانیں بھی جانتا تھا۔ زبانوں کی اس وسیع واقفیت نے اس کے ذہنی آفاق کو بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس کا علمی مذاق کسی ایک خانے میں بند نہیں تھا وہ مذاہب و ادیان کا علم بھی رکھتا تھا۔ مختلف تہذیبوں اور فلسفوں سے بھی واقف تھا۔ اس کا تقابلی مطالعہ کر سکتا تھا۔ اس کے علم کا سرچشمہ صرف کتابیں ہی نہیں تھیں۔ اس نے سیر و سیاحت۔ مشاہدہ اور علمی تجربات کی راہ سے بھی بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ وہ ایک مورخ بھی ہے جغرافیہ دان بھی۔ طبیب بھی ہے فلسفی بھی۔ ماہر نجوم و فلکیات بھی ہے۔ علم طبقات الارض کا ماہر بھی۔ ریاضی دان بھی ہے اور خواص الادویہ کا جاننے والا بھی۔ معدنیات پر بھی نظر رکھتا ہے نباتات پر بھی۔ اسے آثار قدیمہ سے بھی دلچسپی ہے اور سائنسی تحقیق کا بھی دلدادہ ہے۔ وہ علوم طبیعات میں بھی مجتہدانہ غور و فکر کرتا ہے اور بہت سے مسائل پر اپنے معاصر علماء سے خط و کتابت کے ذریعہ تبادلہ خیال بھی کرتا ہے۔ ایک بار کشمیر کے پنڈتوں نے اس سے دس سوال کئے جو غالباً فلسفہ و طبیعات سے متعلق تھے۔ البیرونی نے ان کے بھرپور جواب دیئے۔ جغرافیائی، ریاضی اور جیومیٹری کے کتنے ہی فارمولے ایسے ہیں جو ہمیں البیرونی سے ملے ہیں۔ مثلاً عرض البلد اور طول البلد کے ذریعے شہروں کے فاصلے ماپنا البیرونی ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے اس کا مشاہدہ کتنا تیز ہے اس کا مشاہدہ کرنے کو صرف یہ مثال کافی ہوگی کہ سب سے پہلے ہمیں البیرونی نے بتایا ہے کہ پھولوں کی پنکھڑیاں سات سے چھ تک ہوں گی۔ کبھی آٹھ یا نو نہیں ہوں گی۔ اس نے بتایا کہ سمندر کا پانی کھاری کیوں ہوتا ہے؟

دیدہ ور عالم و محقق

ہندو فلسفہ اور تہذیب کے بارے میں جو کچھ البیرونی لکھ گیا ہے وہ ایک دیدہ ور عالم کا پتہ دیتا ہے اس نے سب سے پہلے یہ لکھا کہ وادی سندھ ابتداء میں سمندر کا ایک حصہ تھی۔ اس کو دریاؤں نے مٹی لا لا کر بنا دیا ہے۔

ہوا کے وزن اور اچھال کو اس نے 17ویں صدی سے پہلے ہی دریافت کر لیا تھا۔ وقت کی پیمائش کے بارے میں بھی جو کچھ البیرونی نے لکھا ہے وہ اس کی فنی مہارت اور سائینٹیفک نظر کا کھلا ثبوت ہے۔

البیرونی نے سنسکرت کے قدیم متون کا کتنی دقت نظر سے مطالعہ کیا تھا اس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان متون کے غلط ہونے کی شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ سنسکرت متن بیشتر نظم میں ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ آسانی سے یاد کئے جا سکیں اور ان میں کوئی تحریف یا تصحیف بھی آسانی سے نہ ہو سکے۔ محقق کا بیان ہے۔ اور دوسرے سیاحوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کے مقابلے میں بالکل سطحی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ مغربی مفکرین اسے افلاطون اور بطلیموس کا ہم پلہ سمجھتے ہیں۔ تاریخ سائنس کا مصنف "جارج سارٹن" کہتا ہے کہ دسویں صدی کا نصف اور گیارھویں صدی کا نصف اول ابن سینا کا نہیں بلکہ البیرونی کا عہد ہے۔

یعنی اس زمانے کی سب سے ممتاز شخصیت البیرونی کی ہے۔ ایڈورڈ ذخار نے اپنی عمر البیرونی کے مطالعہ میں کھپا دی اور وہ کہتا ہے کہ البیرونی کی علمی تحقیقات میں اتنی وسعت اور گہرائی ہے کہ اسے پوری طرح سمجھنے کے لئے کئی صدیاں درکار ہوں گی۔ البیرونی ایسے بہت سے مسائل میں حقیقت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جنہیں بعد کے زمانے میں مغربی سائنسدانوں نے اپنی دریافت بنا کر پیش کیا ہے۔ اس کی تفصیل پیش کرنا یہاں ممکن نہیں ہے مگر البیرونی کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ اندازہ کرنا دشوار نہیں کہ وہ مادہ کی باہمی کشش یا نظریہ تجاذب سے واقف تھا جس کا سہرا نیوٹن کے سر باندھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس نے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ زمین کا قطر 35 ہزار میل ہے جو آج کے مسلمہ فاصلے سے بہت نزدیک ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہندوستانی علماء بہت ذہین اور نکتہ رس ہوتے ہیں اور کسی کو اپنے برابر تسلیم نہیں کرتے۔ انہیں یقین ہی نہیں آتا کہ ہندوستان سے باہر دنیا میں بھی کوئی عالم فاضل انسان ہو سکتا ہے۔

وہ یہاں کے مندروں اور عمارتوں کی بھی دل کھول کر تعریف کرتا ہے۔ بعض مندروں میں جو اس نے حوض بنے ہوئے دیکھے ہیں وہ ان کی بناوٹ دیکھ کر دنگ رہ گیا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی خوبصورتی کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔

ہندوستان میں سیاح تو بہت آئے ہیں۔ قدیم ہندوستان اور عہد وسطی کے ہندوستان پر مورخوں اور سیاحوں نے بہت کچھ لکھا بھی ہے۔ مگر جو محبت بھرا علمی انداز البیرونی کا ہے۔ وہ کسی دوسرے سیاح کی تحریر میں نہیں ملتا۔ اور ہندوستان کے بارے میں اصلی مصادر سے اتنی معلومات بھی اور کسی نے حاصل نہیں کیں۔

OOO

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے فرمایا۔

دیکھو ایک کسان کیسی جانکاہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے مگر بعض اوقات ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساک باراں کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورے زور سے کوشش کئے جاتے ہیں۔ اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔

فیضان الٰہی کوشش پر موقوف ہے دیکھو شاعر بھی جب کوشش کرتا ہے اور ٹکریں مارتا ہے تو آخر کوئی نہ کوئی شعر سوجھ ہی جاتا ہے۔ آپ کے واسطے بھی ضروری ہے کہ سلسلہ کی کتابیں مطالعہ کریں اور غور اور انصاف پسندی سے دیکھیں کہ آیا ان میں حق ہے یا کہ نہیں۔ کسی امر کے متعلق رائے قائم کرنے کے واسطے معلومات کا ہونا از بس ضروری ہے۔ جس کی معلومات وسیع ہو جاتی ہیں وہ خود موازنہ کر سکتا ہے کہ فریقین میں سے کون حق بجانب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منور احمد

آم کے پودوں کی غذائی ضرورت

پودے کو اپنی نشوونما کے لئے تقریباً پندرہ کیمیاوی عناصر کی ضرورت ہوتی ہے۔

(الف) کاربن' آکسیجن' ہائیڈروجن

(ب) نائٹروجن' فاسفورس' پوٹاش

(ج) کیلشیم' میگنیشیم' سلفر

(د) لوہا' جست' تانبا وغیرہ

نائٹروجن اگر نائٹروجن پودے کو ضرورت کے مطابق مہیا کی جائے تو پودا صحت مند ہوتا ہے' اگر نائٹروجن کی کمی ہو جائے تو پودے کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اور پتوں کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ بڑھوتری پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

فاسفورس سے پودے کی جڑیں اچھی طرح نشوونما پاتی ہیں۔ اور پھل جلد پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی کمی ہو جائے تو پتے سیاہی مائل سبز رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ اور پرانے پتوں کا رنگ زردی مائل سبز ہو جاتا ہے۔ اور شاخیں باریک ہو جاتی ہیں۔

پوٹاش۔ اس سے پھل وزنی اور خوش نما ہو جاتا ہے اس میں مٹھاس بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر اس کی کمی ہو جائے تو پتے کا سائز چھوٹا رہ جاتا ہے۔ پھل بھی چھوٹا اور نرم ہو جاتا ہے۔ پوٹاش کی زیادہ مقدار سے پھل کا کیرا شروع ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ زمین کلراٹھی ہو تو جپسم ضرور ڈالیں۔

ٹبور (Malformation) ٹبور کی بیماری پھل دار پودوں میں صرف آم پر پائی جاتی ہے۔ ٹبور کی دو اقسام ہیں۔

نمبر1 نباتاتی ٹبور یا پتوں کا ٹبور

پتوں کے ٹبور کی وجہ سے پتوں کی صحیح نشوونما نہیں ہوتی اور صحیح پتوں کی بجائے بہت ساری چھوٹی چھوٹی پتیاں گچھے کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں۔ کافی عرصہ ایسی حالت میں درختوں پر برقرار رہتی ہے۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ خشک ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کو بھی اکثر لوگ دیمک ہی خیال کرتے ہیں۔

ٹبور (Malformation)

پھولوں کا ٹبور۔ یہ ٹبور بڑے درختوں پر ہوتا ہے۔ ٹبور بننے کے بعد پھول گچھوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور جب پھل بننے کا وقت آتا ہے۔ تو پھل نہیں بنتا جبکہ ٹبور بارش ہونے کے بعد بھی بڑھتا رہتا ہے۔ اور بعد میں خشک ہو کر دیر تک درخت پر لٹکا رہتا ہے۔

(1) کچھ ماہرین اس کو پودے کی فعلیات میں کمی بیشی کی وجہ سمجھتے ہیں۔

(2) کچھ ماہرین حشریات کو اس کی وجہ قرار دیتے ہیں۔

(3) کچھ ماہرین وائرس کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

(4) کچھ ماہرین ایک قسم کی پھپھوند کو وجہ بیان کرتے ہیں۔

ٹبور (Malformation) جہاں تک پھپھوند کا تعلق ہے یہ وجہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ پھپھوندی والی دوائی سے بیماری کم ہو جاتی ہے۔

علاج ٹاپسن ایم یا بنلیٹ ایک گرام دوائی فی لیٹر پانی میں ملا کر 5 یا 6 سپرے کریں۔ یا پھر اسپرگو+ ٹرائیگو گندم کے بھوسہ میں ڈال کر استعمال کریں۔

سفوفی پھپھوندی (Powdery Mildew) اس بیماری کی وجہ سے پتوں شگوفوں اور پھولوں پر سفید رنگ کے دھبے پڑ جاتے ہیں جن کا سائز 1/2 انچ سے ایک انچ سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ یہ دھبے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ زیادہ بیماری کی صورت میں ساری سطح پوڈر سے بھر جاتی ہے۔ پھولوں پر حملہ کی صورت میں پھل بننے سے پہلے بھول گر جاتے ہیں۔

علاج ٹوپاس 5 سی سی فی لیٹر پانی میں ڈال کر سپرے کریں۔ یا ڈائی تھین ایم کا سپرے کریں۔

آم کی سیاہ پھپھوند اس بیماری کی وجہ سے پتہ مکمل طور پر یا اس کا کچھ حصہ متاثر ہوتا ہے۔ یہ بیماری ایک پھپھوند کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ بیماری کا حملہ زیادہ ہو تو ٹہنیاں بھی بیماری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ پھپھوند سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس لئے پتے بھی سیاہ ہوتے ہیں۔ یہ بیماری کیڑوں کے حملہ کے بعد میٹھا رس جو کیڑے پتوں پر خارج کرتے ہیں۔ ان پر اگتی ہے۔ یہ پھپھوند پتے رگڑنے سے صاف ہوتی ہے۔ چونکہ یہ پھپھوند سارے پتے کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس لئے پودے کو پوری روشنی نہیں ملتی جس کی وجہ سے خوراک بنانے کے عمل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے یہ بیماری کیڑوں سے پھیلتی ہے۔

علاج ارتھن یا تھائیوڈان کی ایک سپرے کریں۔

آم کا سوکا (Root Rot) دراصل اس بیماری کا نام (Root Rot) ہے۔ جس سے پودے خشک ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثر لوگوں کا خیال ہے یہ دیمک ہوتی ہے۔ جو کہ درست نہیں۔ اس بیماری کے باعث سب سے پہلے نوخیز شاخیں اور پتے متاثر ہوتے ہیں۔ پتوں کے کنارے خشک ہوتے ہیں۔ پتے مرجھا جاتے ہیں۔ اور گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بیمار پودوں کی ٹہنیاں اوپر نیچے کی طرف آہستہ آہستہ خشک ہونے کا باعث بنتی ہیں۔ اس طرح بعض متاثرہ درخت چند ہی دنوں میں خشک ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے زمین کے اندر موجود فطریہ سب سے پہلے تندووں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اور متاثرہ تندووے ناکارہ ہونے کا باعث زمین سے خوراک حاصل کرنا بند کر دیتے ہیں۔ جس سے پودوں پر زوال کی علامات نمودار ہونا شروع ہوتی ہیں۔ تندووں سے بڑھ کر یہ بیماری چھوٹی جڑوں پر آتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ پودے کی بڑی جڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ جوں جوں یہ بیماری جڑوں پر بڑھتی جاتی ہے۔ توں توں پودا زوال پذیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب پودے کی بڑی جڑیں گل سڑ جاتی ہیں۔ تو پودا بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

علاج ٹاپسن ایم لوئیس کا سپرے کریں۔ یا زیادہ بہتر ہے کہ اسپرگو+ ٹرائیگو گندم کے بھوسے میں شامل کر کے گہری گوڈی دے ڈال دیئے جائیں۔

○

شوقِ منزل ہے تو اپنے ساتھ لے زادِ سفر
سنگ میلوں کو نہ گِن' رفتار اپنی تیز کر

جستجو میں آبلہ پائی تو اک سوغات ہے
یہ بناتی ہے محبّت کی روایت معتبر

جس نے مقتل کو سمجھ رکھا ہے جولاں گاہِ عشق
کُود جاتا ہے وہ میدانِ وغا میں بے خطر

آج کیوں مجبور ہیں آنکھیں چرانے کے لئے
کل جو مجھ ایسوں کو اکثر دیکھتے تھے گھور کر

آپ کے رحم و کرم کی داستاں سچ ہی سہی
کیوں صلیبوں کے نشاں ہیں ہر گلی کے موڑ پر

آپ اپنی وضع کا کرتے ہیں اتنا احترام
اور ہم سے 'یہ تقاضا' چھوڑ دیں اپنی ڈگر

تولتے ہیں وقت کو احساس کی میزان سے
طولِ شب کو آپ چاہیں تو بنا دیں مختصر

میرا ہر آنسو بنا ہر حال میں حرفِ دعا
"میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر"

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

نیٹو کے بارے میں تاریخی سمجھوتہ

نیٹو کے یورپی ممالک امریکہ اور روس کے درمیان نیٹو کے مستقبل کے بارے میں ایک تاریخی سمجھوتے پر دستخط ہو گئے ہیں۔ روس کی طرف سے صدر بورس یلسن اور نیٹو کے اراکین کی طرف سے جرمنی ترکی برطانیہ امریکہ اور دیگر ممبر ملکوں نے دستخط کئے۔ اس سمجھوتے کے تحت روس کے بعض سابق کمیونسٹ ممالک کو نیٹو کو شامل کیا جاسکے گا چنانچہ جولائی میں پولینڈ ہنگری اور جمہوریہ چیک کو نیٹو میں شامل کرلیا جائے گا۔ صدر کلنٹن نے کہاکہ اس سمجھوتے سے روس یورپ اور نیٹو کے تعلقات ایک نئے دور میں داخل ہوں گے اور 21 ویں صدی میں امن کی نئی راہوں پر چل کر داخل ہوا جاسکے گا۔

روس اور یورپ کے درمیان نیٹو کی توسیع کے مسئلے پر سخت اختلافات تھے اور بار بار کے مذاکرات کے باوجود یہ مسئلہ سلجھ نہ سکا تھا۔ اور اب بھی یہ مسئلہ یورپ اور امریکہ کے حساب سے تو سلجھ گیا ہے مگر روس کے اعتبار سے آج بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ کیونکہ روس نے نیٹو میں سابق کمیونسٹ ممالک کی شرکت کو محض بادل نخواستہ ہی قبول کیا ہے۔ اور روس اب بھی نہیں چاہتا کہ سابق کمیونسٹ ممالک نیٹو میں شامل ہو جائیں جس کے نتیجے میں یورپ اور امریکہ کا ایٹمی اور غیر ایٹمی اسلحہ اس کی سرحدوں کے قریب تک لے آیا جائے اور روس کی سلامتی کے لئے شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں۔

○○○

طالبان کی حتمی فتح

افغانستان میں جنرل عبدالرشید دوستم کے خلاف ان کے بھائی جنرل عبدالمالک کی بغاوت کے بعد طالبان کو ملک پر جو وسیع کنٹرول حاصل ہو رہا ہے اس میں مزید توسیع ہو گئی ہے اور اب بدخشاں اور قندھار میں بھی طالبان کے حق میں بغاوت ہو گئی ہے۔ ان شہروں میں جو سابق صدر برہان الدین ربانی کے حامیوں کا گڑھ تھے شہریوں نے سابق صدر کے کمانڈروں کو گرفتار کرلیا۔ اب ان شہروں میں طالبان کے استقبال کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔

طالبان سالان سرنگ سے گزر کر شمالی علاقے میں پہنچ گئے ہیں جو کمانڈر احمد شاہ مسعود کا مضبوط مرکز تھا اور جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ روس نے بھی اپنے فوجی اقتدار کے عرصے میں اس علاقے کو فتح کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی تھی۔ اس سرنگ سے گزرنے کے بعد اب طالبان بغیر کسی مزاحمت کے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ طالبان نے درہ سالان کے قریب مشہور وادی پنج شیر کا محاصرہ کرلیا ہے۔ اب طالبان حزب وحدت کے صوبہ بامیان پر قبضہ کے لئے بات چیت کر رہے ہیں۔

تازہ کامیابیوں کے بعد اب افغانستان کے 90% رقبے پر طالبان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ مزار شریف اور شمالی علاقے میں زندگی معمول پر آ رہی ہے۔ یہ شہر حضرت علی کے مزار مبارک کی نسبت سے مزار شریف کہلاتا ہے۔ اس شہر پر طالبان نے معمولی مزاحمت کے بعد قبضہ کرلیا تھا۔ کیونکہ جنرل عبدالمالک کی بغاوت کی وجہ سے دوستم کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔

اڑھائی سال قبل طالبان کا نام اس وقت سننے میں آیا جب 50 طالبان نے ملا عمر کی قیادت میں قندھار پر قبضہ کرلیا۔ چند ماہ کے بعد انہوں نے اپنا حلقہ اثر ہلمند' زابل اور ہرات تک بڑھالیا۔ اور کچھ دیر کے بعد غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد انہوں نے کابل کے دروازے پر دستک دے دی۔ لیکن 1995ء میں دوستم اور مسعود کی افواج نے ان کو پسپا کر دیا اور یہ کابل سے پیچھے ہٹ گئے۔ چند ماہ کی خاموشی کے بعد طالبان نے خود کو دوبارہ منظم کیا اور تازہ اسلحہ حاصل کرنے کے بعد 1996ء میں کابل پر قبضہ کرلیا اور سابق صدر برہان الدین ربانی کو کابل چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس وقت سابق صدر ربانی کو بھارت اور روس کی بھی حمایت حاصل تھی۔ ایران بھی انہی کی حمایت میں تھا۔ یہ سلسلہ خاصی دیر تک یونہی چلتا رہا۔ حتیٰ کہ گزشتہ ماہ صورت حال میں ڈرامائی تبدیلی آئی۔ جنرل عبدالمالک نے دوستم کے خلاف بغاوت کردی اور ننگرہار' لقمان' اور کنٹر کے علاقے دوستم سے چھین لئے گئے مزار شریف پر قبضے کے بعد دوستم ملک سے فرار ہو گئے اور ترکی میں سیاسی پناہ کی درخواست کر دی۔ صدر ربانی بھی ملک سے چلے گئے اور سابق طاقتور جماعت حزب اسلامی کے گلبدین حکمت یار اور دیگر بڑی مجاہدین جماعتیں بھی پسپا ہو گئیں۔

دو سال قبل جب طالبان نے قوت پکڑنا شروع کی تو یہ کہا گیا کہ طالبان کو منظم کرنے کے پیچھے پاکستان اور امریکہ کا ہاتھ ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کی خفیہ تنظیم آئی ایس آئی کے بارے میں کہا گیا کہ طالبان کو انہوں نے تربیت دی ہے اور اسلحہ پہنچایا ہے۔ پاکستان کی سابق حکومت ان الزامات کی تردید کرتی رہی۔ سابق وزیر داخلہ جنرل نصیراللہ بابر کے بارے میں کہا جاتا رہا کہ یہ طالبان کے اصلی سربراہ ہیں۔ جنرل بابر بھی اس کی تردید کرتے رہے۔

طالبان کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ ان کا تعلق پاکستان کی جمیعت العلمائے اسلام کے سمیع الحق گروپ کے دینی مدارس سے ہے۔ طالبان نے جہاں بھی قبضہ کیا شریعت کا نظام رائج کرنے کا اعلان کیا ان کا نمایاں ہدف عورتیں بنیں جن کو ملازمت کرنے سے روک دیا گیا۔ پردے کی سخت پابندی کی گئی اور کئی عورتوں سے ریپ کے بھی واقعات ہوئے۔ طالبان نے بچیوں کے سکول بھی بند کرا دیئے کیونکہ ان کے خیال میں عورتوں کی تعلیم اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی تھی۔ اس وقت ملازم خواتین کو گھروں میں بٹھا دیا گیا ہے اور ان کو بغیر کام کئے تنخواہ دی جارہی ہے۔ ایران نے کھلم کھلا طالبان کی مخالفت کی اور ان کی حکومت کو غیر اسلامی قرار دیا تھا۔ مگر ایران کی حامی مجاہدین کی تنظیمیں طالبان سے شکست کھا گئیں۔

○○○

عرب اسرائیل مذاکرات

عربوں اور اسرائیل کے درمیان مشرق وسطیٰ میں امن قائم کرنے کے موضوع پر مذاکرات کا سلسلہ کئی ماہ سے معطل ہے۔ اس سلسلے کو دوبارہ شروع کرنے کی جتنی بھی کوششیں کی گئیں وہ ناکامی کا شکار ہوئی ہیں امریکہ نے اپنا خصوصی نمائندہ ڈینس راس اس مقصد کے لئے بھیجا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ اردن کے شاہ حسین نے ایک مرحلے پر اسرائیلی صدر سے مذاکرات کئے اور امید بندھی کہ معطل شدہ مذاکرات بحال ہو جائیں گے مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

اب خبر ملی ہے کہ مصر کے صدر حسنی مبارک نے اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو سے مذاکرات کئے تاکہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے پر امن حل کر لئے مذاکرات دوبارہ شروع کئے جا سکیں۔ مگر یہ تازہ کوشش بھی ناکام رہی ہے۔

○○○

اخبارات میں سے

عوام الناس کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ ملک کو لوٹنے والے اور کرپشن کی دلدل میں دھنسے ہوئے لوگ کون ہیں۔ انہیں تو صرف اس بات سے غرض ہے کہ جس کسی نے بھی ملک کا پیسہ لوٹا ہے۔ اور جس کسی نے بھی کرپشن سے اپنے چہرے پر داغ لگایا ہے اسے پکڑا جائے اور اس سے روپیہ واپس لیا جائے۔ پارٹی چاہے کوئی ہو افراد چاہے کوئی ہوں۔ کوئی شخص بھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ ملک میں کرپشن کا دور دورہ ہو اور لوگ ملک کا روپیہ لوٹتے رہیں۔ اس سلسلے میں ہم ایک اخباری خبر پیش کرتے ہیں۔

ہائی کورٹ کے جسٹس ملک محمد قیوم کی طرف ایک روزنامے نے یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ نے کہاکہ کیا احتساب صرف پٹواریوں اور تحصیلداروں کا ہوگا اور کہاکہ حکومت کروڑوں لوٹنے والوں کو بھی پکڑے۔ کیا احتساب بنچ صرف زمینوں کے مقدمے سنتے رہیں گے۔ احتساب کے متعلق آپ نے کہاکہ احتساب سخت ترین ہونا چاہئے۔ کیا ہائی کورٹ کے جج پٹواریوں کے کیسوں کی سماعت میں اپنا وقت ضائع کرتے رہیں گے۔ اور کہ احتساب کمیشن اپنی ترجیحات وضع کرے اور قومی مفاد کو مدنظر رکھے۔ آپ نے یہ بھی کہاکہ ہمیں حیرانگی ہے کہ گریڈ بیس کے نیچے کے ملازمین کے خلاف مقدمات چلائے جا رہے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ احتساب کمشنر کارروائی نہ کرے۔ مگر ٹھوس نوعیت کے مقدمے درج کئے جائیں۔

ان سرخیوں کے ماتحت متن میں جو خبر درج ہے وہ درج ذیل ہے۔

لاہور (خبر نگار خصوصی) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم نے قرار دیا ہے کہ حکومت ان لوگوں کو پکڑے جنہوں نے کروڑوں لوٹے۔ احتساب سخت ترین ہونا چاہئے مگر کیا احتساب صرف پٹواری سے شروع ہو کر تحصیلدار پر ختم ہو جائے گا۔ اور کیا پٹواریوں اور تحصیلداروں نے ہی ملک کو لوٹا ہے۔ کیا ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل احتساب بنچ صرف زمینوں کے مقدمات سنتے رہیں گے۔

عدالت نے یہ ریمارکس سابق وفاقی وزیر نواز کھوکھر کی جانب سے دائر درخواست کی سماعت کے دوران دیئے۔ جس میں احتساب آرڈیننس کو چیلنج کیا گیا ہے۔ مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم کی سربراہی میں فل بنچ اس کیس کی سماعت کر رہا ہے۔ نواز کھوکھر کے وکیل راجہ اکرم نے کہا کہ احتساب آرڈیننس ناقابل عمل ہے۔ اس کے تحت صرف پبلک آفس ہولڈر اور گریڈ بیس سے اوپر کے افسروں کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے درخواست گزار پر الزام ہے کہ اس نے شاملات کی اراضی منتقل کرائی۔ مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم نے کہاکہ پٹواری اور تحصیلدار گریڈ بیس کے افسر ہیں۔ مگر احتساب بنچوں میں ان کے خلاف بھی کیس چل رہے ہیں۔ کیا ہائی کورٹ کے جج پٹواریوں کے خلاف کیسوں کی سماعت میں اپنا وقت ضائع کرتے رہیں۔ احتساب کمیشن اپنی ترجیحات وضع کرے اور قومی مفاد کو مدنظر رکھے۔ ہمیں حیرانگی ہے کہ گریڈ بیس کے نیچے کے ملازمین کے خلاف احتساب آرڈیننس کے تحت مقدمات چلائے جارہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ احتساب کمشنر کارروائی نہ کرے۔ مگر ٹھوس نوعیت کے مقدمات دائر کئے جائیں جن میں واقعی قومی خزانہ لوٹا گیا ہو۔ وکیل نے کہاکہ ہم نے بنیادی حقوق کے حوالے سے رٹ دائر کی ہے۔ فاضل جج نے کہاکہ یہ کس قسم کا بنیادی حق ہے کہ ملک کو لوٹا جائے۔ ہمیں یہ علم نہیں کہ درخواست گزار نے بدعنوانی کی ہے یا نہیں تاہم قانون میں لکھا ہے گریڈ بیس سے کم آفیسر اس کی زد میں نہیں آتا۔ فاضل جج نے وفاقی حکومت کے لاء آفیسر سے استفسار کیا کہ کیا حکومت پٹواریوں اور تحصیلداروں کے نام احتسابی مقدمات سے خارج کرے گی۔ لاء آفیسر نے کہاکہ اس سلسلے میں ہدایات لے کر بتا سکوں گا۔ اس پر عدالت نے ہدایت کی کہ کیا پٹواریوں اور تحصیلداروں کے خلاف احتسابی کارروائی ہو سکتی ہے یہ اور کیا درخواست گزار کے خلاف کارروائی روک دی جائے۔

بقیہ صفحہ 3

تمام حکمت و معرفت کا اعلیٰ مقام ہے یہ حکمت جو رب کائنات نے دنیا پر نازل کی ہے۔"

ترجمہ کرنے کا سنہری اصول

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا ایک فن ہے۔ جس طرح موسیقی یا کھیلوں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ریاضت لازمی ہے اسی طرح ترجمہ میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بھی ریاضت لازم ہے۔ انسان کے خیالات الفاظ کے جامہ میں ہم کو نظر آتے ہیں اگر یہ جامے رنگ برنگے ہوں تو لازماً انسان کے خیالات بھی رنگ برنگے ہوں گے جس طرح ہر ملک کا قومی لباس مختلف اور رنگ برنگا ہے اسی طرح ہر ملک کی زبان بھی مختلف اور رنگ برنگی ہے۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں بعض متبادل الفاظ تو مل جاتے ہیں مگر ان الفاظ میں جو مفہوم پوشیدہ ہوتا ہے اس کو بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس مشکل کی مثال انگلش کا یہ محاورہ ہے

Out of the frying pan into ... the fire

اس کا لفظی ترجمہ کریں تو یہ مذاق بن جائے گا مگر اس کا ترجمہ اگر آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا کر دیں تو بات پلے پڑ جاتی ہے۔ عصر حاضر کے ایک جید عالم نے ترجمہ کا جو ایک اصول بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے...... "ترجمہ میں ہماری وفا کسی زبان کے لفظوں سے نہیں بلکہ اس کے معانی اور اس کے جذبات اور اس کے اندر جو طاقت ہے اس کے ساتھ ہونی چاہئے کہ مضمون میں ذرا بھی فرق نہ پڑے اگر زبان کی خاطر آپ نے مضمون کو بدل دیا تو آپ ترجمہ کے اہل نہیں رہتے..."

میں نے پروفیسر کرشنا راؤ کے مضمون کا ترجمہ کرتے وقت اس سنہری اصول کو مد نظر رکھا ہے۔ جہاں نفس مضمون اردو میں بہتر ہوتا تھا وہاں میں نے لفظی ترجمہ کرنا مناسب نہ جانا تا مضمون میں سلامت رہے اور یوں لگے گویا مضمون اسی زبان میں لکھا گیا ہے میرے نزدیک یہ ترجمہ کا کمال ہے۔

(محمد زکریا ورک.. عفی عنہ کنگسٹن 29۔ جولائی 1966ء)

بقیہ صفحہ 1

وصیت لکھی جو بہت پہلے کی بات ہے۔ ملک سیف الرحمان صاحب اس وقت زندہ تھے۔ اس وصیت میں انہوں نے یہ لکھا کہ میں اپنی جائیداد

کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا چاہتی ہوں۔ ایک حصہ جماعت احمدیہ کے لئے ہوگا۔ ایک حصہ مرزا طاہر احمد کے لئے ہوگا۔ تین حصے میرے تین بھائیوں کے لئے ہوں گے۔ اور بہن آپا ناصرہ جو تھیں ان سے وہ اجازت لے چکی تھیں کہ وہ از خود خوشی کے ساتھ اس وصیت کو قبول کرتی تھیں۔ میں نے ان کو سمجھایا اور مختلف حوالے دے کر آخر رضامند کر لیا۔ کہ آپ میرا حصہ بیچ میں سے نکال دیں۔ جہاں تک بھائیوں کا تعلق ہے آپ کی مرضی ہے رکھیں مرضی ہے نہ رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے میری یہ بات منظور فرمالی اور میرا پانچواں حصہ نکال لیا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ان کے دو بھائی ایک بڑا بھائی اور ایک سب سے چھوٹا بھائی۔ یہ دو فوت ہو گئے۔ اس وقت پھر ان کے دل میں از خود خیال آیا کہ کیوں نہ میں سب کچھ جماعت کے لئے چھوڑ دوں اور بھائیوں کے لئے یا بہنوں کے لئے کچھ نہ رکھوں۔ انہوں نے مجھے پھر خط لکھا کہ اب میری یہ خواہش ہو رہی ہے۔ میں نے کہا دیکھیں (احکام دینیہ) کو آپ نظر انداز نہیں کر سکتیں جو چاہیں کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے (احکام دینیہ) کا حق عطا فرمایا ہے اس کو آپ نہیں لے سکتیں۔ اس لئے میں تب آپ کی بات مانوں گا اگر آپ اپنے بھائیوں' یا اس وقت ایک بھائی رہ گئے تھے۔ ان سے لکھوائیں اور اپنی بہن سے لکھوائیں کہ ہم بقائمی ہوش و حواس پوری طرح اپنے حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم حضرت مہر آپا کی جائیداد میں سے نہ اب نہ آئندہ کسی چیز کے بھی' نہ خواہش مند ہیں نہ دعوے دار ہیں۔ اور ان کو ہماری طرف سے اجازت ہے' بخوشی' کہ وہ سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیں۔ چنانچہ اس پر انہوں نے خوشی سے زبانی بھی مجھے بتایا اور لکھا بھی کہ اب میں یہ ساری جائیداد آپ کے سپرد کرتی ہوں۔ ان شرطوں کے ساتھ۔

نمبر1 جب تک آپ کو توفیق ہے آپ ہی انتظام رکھیں۔

میرے بھائیوں میں سے یا بہنوں میں سے' خاص طور پر بھائی کے متعلق فرمایا کہ اگر اس کی کوئی ضرورت ہو تو آپ کو حق ہے کہ اس جائیداد میں سے جو میں جماعت کے سپرد کر رہی ہوں دے دیں۔

اور میری ضرورتیں جب تک میں زندہ ہوں اسے پوری کر دیں۔ اس کے سوا مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ میری طرف سے آپ کو اختیار ہے کہ اپنی ضرورت پڑے اور کوئی قرض لینا ہو۔ میرے حساب میں سے تو مجھے لکھنے کی یا اجازت لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ پر مجھے کامل اعتماد ہے۔ جو چاہیں لیں۔ جب چاہیں واپس کریں۔ اس حیثیت سے میں نے ان کی جائیداد کا انتظام سنبھال لیا۔ اور وفات کے وقت تک جو بھی ان کی وصیت کا حساب تھا' اس کے علاوہ جو وصیت تھی صدر انجمن کے حق میں وہ دے دی گئی۔ اب جو بقیہ جائیداد ہے وہ انہی شرطوں کے ساتھ میرے قبضے میں' یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے امین بنایا ہے۔ میرے سپرد ہے۔ چونکہ انہوں نے مجھے اجازت دی تھی کہ اپنی ضرورتوں کے لئے قرض لے لیا کروں' میں نے اس میں سے کبھی قرض لئے' واپس کر دیئے۔ آج صبح میں نے فون کے ذریعے' یعنی کل میں نے پیغام دیا تھا' آج صبح فون کے ذریعے یہ مجھے تسلی بخش پیغام مل گیا ہے کہ جو بھی قرض میں نے ان سے لیا تھا اس میں سے پائی پائی ادا ہو چکا ہے اس میں کچھ باقی نہیں رہا۔ اس لئے جو کچھ ان کے پاس باقی ہے اس کی دو شکلیں ہیں۔ ایک میں وقتاً فوقتاً کچھ یورپ منتقل کرواتا رہا اور کچھ جائیداد کی صورت میں پاکستان ہی میں ہے جس سے آمد ہوگی۔ کیونکہ یہ توحید کا اعلان جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کا (بیوت الذکر) کی تعمیر سے بھی تعلق ہے۔ اس لئے سیدہ مہر آپا کی وفات کی اطلاع چونکہ مجھے جرمنی میں ملی ہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی طرف سے جو روپیہ یہاں موجود ہے اس میں سے اور کچھ باہر سے منگوا کر تین لاکھ جرمن مارک جماعت احمدیہ جرمنی کے سپرد کروں گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سو (بیوت الذکر) کی جو تحریک ہے۔ ہر 100 میں سے تین ہزار ان کی طرف سے ہوگا۔

اور سردست میں اپنی طرف سے پچاس ہزار مارک پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ توفیق دے گا تو (اللہ نے چاہا تو) اس کو بڑھا بھی دوں گا۔ تو آئندہ تین سال میں یہ پورا ہو جائے گا۔ اس لئے جماعت جرمنی کو جو توحید کے نشان کے طور پر (بیوت الذکر) بنانا ہے۔ اس کی میں آج سیدہ مہر آپا کی وفات کے ساتھ تحریک کرتا ہوں۔ اس کے لئے الگ انتظام کریں' چندوں کا۔ جس کو جتنی توفیق ہے وہ دے۔ اور کوشش کریں کہ اس صدی کے آخر تک یعنی آخری سال تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سو (بیوت الذکر) جرمنی مین بنائی جا چکی ہوں یا ان کی زمینیں لے لی گئی ہوں۔ اور ان پر خواہ جھونپڑا ہی بنانا پڑے۔ ایک جھونپڑا بنا کر اور مینار کا سمبل (علامت) بنا دیں۔ تاکہ ہم یہ کہہ سکتے ہوں کہ یہاں اللہ کی عبادت ہو سکتی ہے اور واقعۃً وہاں اللہ کی عبادت ہو۔ جھونپڑے سے مراد یہ ہے کہ چھت تو ہونی چاہئے جس میں سے بارش اندر نہ آئے یا برف نہ پڑے اندر۔

اس طرح آغاز کریں۔ آپ نے اللہ کے گھر بنانے ہیں صرف اللہ کی خاطر' پس خدا کرے کہ آپ کو یہ توفیق ملے کہ صدی کے آخر پر ہم یہ اعلان کر سکیں کہ جماعت جرمنی کو توحید کے دو تقاضے پورے کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ایک یہ کہ ایک لاکھ احمدی یورپ میں توحید کے علم بردار اس آخری سال میں ہم نے بنائے ہیں اور ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام پر اسی کی خاطر سو (بیوت الذکر) کی ہم نے تعمیر کرلی ہے اور اس میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا کا ایک مستقل حصہ ہوگا۔ گویا ہر: بیت الذکر) میں ان کی طرف سے کچھ نہ کچھ ہوگا۔ اور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں توفیق عطا ہو۔ آپ میں سے بہت سے ہیں میں جانتا ہوں' جن میں غریب بھی ہیں امیر بھی ہیں مگر جماعت جرمنی میں جو مالی قربانی کی روح پیدا ہو چکی ہے وہ عظیم الشان ہے۔ اور اس قربانی کی روح کے ساتھ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ اپنی توفیق سے بڑھ کر وعدے نہ کریں۔ یاد رکھیں کہ توفیق سے بڑھ کر وعدہ کرنا (صاحب ایمان) کو زیب نہیں دیتا۔ لیکن توفیق بڑھنے کی دعائیں کرتے رہیں۔ اتنا وعدہ کریں جس کی توفیق ہو اس کو پورا کریں۔ اور پھر اور توفیق بڑھنے کی دعا کریں۔ پھر اللہ اور عطا کرے گا۔ اور یہ میرا تجربہ ہے زندگی کا کہ ہمیشہ اسی طرح ہوتا ہے۔ اپنی توفیق کے مطابق دیانت داری سے اخلاص کے ساتھ اپنا حساب کرتے ہوئے یہ دیکھتے ہوئے کہ کہاں سے رقم لینی ہے پھر وعدہ کریں۔ تاکہ وعدہ جو ہے محض فرضی وعدہ نہ ہو' بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ فرضی وعدہ کرلو اور ہاتھ پلے کچھ ہوتا نہیں۔ لاکھ لاکھ دس دس لاکھ کے وعدے کر بیٹھتے ہیں۔ اور پہلے پورے نہیں ہوئے تو اگلے پھر کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے نظام جماعت کو یہ نصیحت کی ہے کہ آئندہ سے ایسے لوگوں کا کوئی بھی وعدہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے کھیل نہیں کی جا سکتی۔ اخلاص کی بھی کھیل نہیں کی جاسکتی۔ جو کچھ خدا کے حضور پیش کرنا ہے وہ کریں جو کرنا ہے' اور اگر زیادہ دینا ہے تو جب توفیق ہوگی تو اس وقت زیادہ بھی دے دیں۔ مگر جو وعدہ کیا ہے اس سے کم نہیں ہونے دینا۔ سوائے اتفاقی حادثات کے جس میں انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کے کیا حالات ہیں۔

پس آپ سب کو میری عمومی نصیحت یہی ہے اور باقی دنیا کو بھی میں آپ کے حوالے سے یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ہم اللہ کی قوم ہیں۔ توحید کے غلام ہیں ہم نے جو سو سالہ جشن منانا ہے وہ دنیا کی طرح تو نہیں منانا۔ بینڈ باجوں کے ساتھ اور آتش بازیوں کے ساتھ ایک صدی کے ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کا اعلان کر رہے ہوں۔ ہم تو توحید کے پجاری ہیں۔ ایک صدی سے سر جھکاتے ہوئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہوں گے۔ ان سب کامیابیوں پر سر جھکاتے ہوئے جو بظاہر ہمیں نصیب ہوں گی مگر اللہ کے فضل سے نصیب ہوں گی ہماری کوشش کا فی الحقیقت کوئی معنی نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہماری کوششیں بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہیں۔

سیدہ مہر آپا کے وصال نے ایک نئی بات بھی آپ کے اندر پیدا کر دی ہے جماعت جرمنی۔ یہ سارے خیالات میرے دل میں اس وصال کے ساتھ اٹھنے شروع ہوئے اور اس طرح پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وفات کو زندہ کرنے کی توفیق بخشے۔ جو بھی ہم میں سے مرے صفات باری تعالیٰ کو پیچھے روایات کی صورت میں زندہ چھوڑتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

OOO

عطیہ برائے گندم

O ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بد گندم کھاتہ نمبر 230-4550/3 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمادیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم)

(جلسہ سالانہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 29- مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 41 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ پولیس اور انتظامیہ کو بلدیاتی اداروں کے کنٹرول میں دیں گے۔ بعض ارکان نے اپوزیشن پارٹیوں کو احتسابی کمیٹیوں میں نمائندگی دینے کی مخالفت کی۔ ارکان نے اپنی تقریروں میں کہا کہ احتساب اور نگرانی سے معاشرہ کو اوپر سے نیچے تک صحیح کرنا ہو گا۔ عوامی نمائندوں پر نہ صرف اعتماد کرنا ہو گا بلکہ انہیں اختیار بھی دینا ہو گا۔ مشترکہ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں احتسابی کمیٹیوں کے قیام پر مکمل اتفاق رائے ظاہر کیا گیا کمیٹیوں میں غیر جانبدار اور ایماندار افراد شامل کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ مشترکہ پارلیمانی پارٹی میں طے پایا کہ عوام کے مسائل ضلع اور تحصیل کی سطح پر حل ہونے چاہئیں۔

○ افغانستان میں مزار شریف میں ایک بار پھر پانسہ پلٹ گیا ہے۔ شدید مقابلے کے بعد طالبان مزار شریف سے پسپا ہو گئے۔ جنرل دوستم کے باغی کمانڈر عبدالمالک نے اپنی وفاداریاں ایک بار پھر تبدیل کر لیں۔ مزار شریف میں حزب وحدت کے دستوں نے دو طالبان کمانڈروں سمیت 40 فوجیوں کو گولی سے اڑا دیا۔ 20 کی لاشیں سڑکوں پر پڑی ہیں۔ شہر میں باہمی جنگ سے لاشوں کے ڈھیر لگے پڑے ہیں۔ عمارتیں کھنڈر بن رہی ہیں۔

○ جنرل عبدالمالک کی فوجوں نے طالبان کے وزیر خارجہ ملا غوث اور مزار شریف میں طالبان کے مقرر کردہ ناظم ملا عبدالرزاق کو گرفتار کر لیا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مزید طالبان کی گرفتاری کی خبریں ملی ہیں۔

○ ازبک لیڈر عبدالرشید دوستم جو بظاہر شکست کھا کر ترکی چلے گئے تھے اب دوبارہ ازبکستان پہنچ گئے ہیں۔

○ پاکستان نے بھارت کے قائم مقام ہائی کمشنر کو وزارت خارجہ میں طلب کیا اور ان سے پاکستان کی فضائی حدود کی بھارتی طیاروں کے ذریعے خلاف ورزی پر شدید احتجاج کیا۔ گزشتہ روز بھارتی فضائیہ کے مگ آر 25 جاسوس طیارے نے پاکستانی حدود کی فضائی خلاف ورزی کی جس سے پاکستان کے کئی شہروں میں جن میں اسلام آباد بھی شامل ہے دھماکے سنے گئے۔ ایک روز خلاف ورزی ہونے کے بعد دوسرے روز بھی خلاف ورزی کی گئی۔ وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ بھارت سے کہا گیا ہے کہ آئندہ ایسی خلاف ورزیاں روکنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

○ پاک فضائیہ کے محکمہ اطلاعات نے بتایا ہے کہ بھارت کا مگ آر 25 طیارہ 60 ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ اس کی رفتار آواز سے دوگنا تھی۔ یہ طیارہ سیالکوٹ سے صبح دس بج کر دو منٹ پر لائن آف کنٹرول میں داخل ہوا اور بین الاقوامی سرحد کے ساتھ ساتھ پرواز کرتا ہوا پونچھ سے باہر نکل گیا۔ فضائیہ کے راڈار نیٹ ورک نے طیارے کو دیکھا اور فوری طور پر دفاعی احکامات جاری کئے گئے لیکن طیارہ تیز رفتاری کے باعث جوابی کارروائی سے پہلے ہی نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے نئے چیف جسٹس مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد نے کہاہ یکہ مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر کرنے والے ججوں اور مقدمات میں گواہ نہ پیش کرنے والے پولیس افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر کرنے پر پولیس عدالتوں کو قصوروار ٹھہراتی ہے حالانکہ پولیس کی تفتیش کا معیار گر چکا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عدلیہ میں کرپشن کے خاتمہ کے لئے انسپکشن سسٹم اپنایا جائے گا۔ اور زیر التوا مقدمات جلد نمٹانے کے انتظامات کئے جائیں گے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے 8 نئے ججوں نے حلف اٹھا لیا۔

○ لاہور ہائی کورٹ چیف جسٹس نے کہا ہے کہ ججوں کی منظور شدہ 50 کی تعداد پوری کر دی جائے تو ہزاروں زیر التوا مقدمات نمٹانے میں آسانی ہو گی۔ ہائی کورٹ میں 1600 سے زائد قتل کی اپیلیں سماعت کی منتظر ہیں۔

○ بدھ کی شام ربوہ اور کئی علاقوں میں آندھی آئی اور بارش ہوئی جس کی وجہ سے موسم خوشگوار ہو گیا۔

○ گزشتہ روز دن کے وقت ملک بھر میں قیامت خیز گرمی پڑی مختلف علاقوں سے 15۔ افراد کی ہلاکت اور درجنوں کے بے ہوش ہونے کی خبریں ملی ہیں۔ برف 4 روپے کلو فروخت ہونے لگی۔

○ کھاریاں میں ڈاکو یونائیٹڈ بینک سے 48 لاکھ روپے لوٹ کر عملے کو بینک میں بند کر گئے۔ صبح نو بجے بینک مینجر اور عملے کے دیگر افراد ابھی بینک میں داخل ہوئے ہی تھی کہ ڈاکوؤں نے ان کو قابو کر کے اسلحہ کے زور پر چابیاں حاصل کر لیں۔ کھاریاں کی تاریخ میں یہ سب سے بڑی بینک ڈکیتی ہے۔ عملے کے بیانات میں تضاد پایا گیا ہے۔ حیرانی ہے کہ کسی نے بینک میں ڈاکوؤں کو آتے جاتے نہیں دیکھا۔

○ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ختم کر دی گئی۔ اثاثے فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ تمام ملازمین کو ایک ماہ کے اندر اندر گولڈن شیک ہینڈ کے ذریعے فارغ کر دیا جائے گا۔ کارپوریشن پونے نو ارب روپے کی مقروض ہے۔ سٹورز بند پڑے ہیں ساڑھے آٹھ سو بسیں ناکارہ پڑی ہیں۔ ساڑھے چھ ہزار ملازمین مفت تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔ یونینوں اور پریشر گروپوں نے ادارے کو لوٹا ہے وزیر ٹرانسپورٹ نے بتایا کہ نجی شعبے کی مدد سے نئی ٹرانسپورٹ سکیمیں شروع کی جائیں گی۔

○ سینٹ میں بھی قرضوں کی وصولی اور خصوصی بینکنگ عدالتوں کا ترمیمی بل منظور کر لیا گیا۔ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا واک آؤٹ کی وجہ یہ تھی کہ سینٹ میں بل منظور کرنے کے لئے قواعد معطل کر دیئے گئے۔

○ حکمران مسلم لیگ کی اتحادی جماعت اے این پی نے کہا ہے کہ جس دن کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع ہوئی پاکستان کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ظلم زیادتی اور جبر سے مملکتوں کو متحد نہیں رکھا جا سکتا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کس طرح ڈیموں کی بات کرتے ہیں۔ نواز شریف تو صوبوں کی حمایت کی بات کر چکے ہیں۔ ملکی سالمیت کو نقصان پہنچا تو ذمہ دار یہی لوگ ہوں گے۔ اے این پی کے ترجمان فرید طوفان نے کہا کہ انشاء اللہ ہمارے دور میں صوبے کا نام پختونستان ہو جائے گا۔

○ سینٹ میں حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے متفقہ طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ بھارت سن لے۔ ہم متحد ہیں۔ سینٹ میں قائد حزب اختلاف مسٹر اعتزاز احسن نے کہا کہ پیپلز پارٹی ملکی سالمیت کے خلاف بھارت کے گھناؤنے عزائم ناکام بنانے کے لئے غیر مشروط طور پر حکومت اور مسلح افواج کے ساتھ ہے۔ وفاقی وزیر سرتاج عزیز نے حزب اختلاف کے جذبات کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ پوری قوم متحد ہے۔ یہ باتیں اس وقت ہوئیں جب قائد حزب اختلاف پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کا معاملہ زیر بحث لائے۔

○ لاہور اور گردونواح میں خوفناک آندھی آنے سے بے شمار کھمبے اور درخت اکھڑ گئے۔ بجلی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ آندھی سے ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ اجیانوالا میں مسجد کا مینار گرنے سے نمازی شہید ہو گیا۔

○ کراچی میں 5 طلبا اور 4 مسلم لیگی کارکنوں کو اغوا کر لیا گیا۔ ایک طالب علم ہلاک ہو گیا۔ اورنگی ٹاؤن میں مسلم لیگ کے دفتر پر مسلح افراد نے قبضہ کر کے چار کارکنوں کو اغوا کر لیا۔ مغوی طلباء میں سے ایک ہلاک ہو گیا اور دوسرا شدید زخمی ہوا۔ باقی تین کا پتہ نہیں چل سکا۔

○ ذوالفقار علی بھٹو کی جائیداد کا تنازعہ شدید ہو گیا ہے۔ سب سے چھوٹے بیٹے شاہ نواز بھٹو کی بیٹی سسی بھی اپنا حصہ لینے کے لئے پہنچ گئی ہے۔

○ سابق ہاکی کپتان اختر رسول کو وزیر اعلیٰ پنجاب کا خصوصی معاون بنا دیا گیا ہے۔

○ پیپلز پارٹی کے پانچ سینیٹروں کو سٹینڈنگ کمیٹیوں کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے۔

○ صوبائی وزیر اطلاعات و قانون راجہ بشارت نے کہا ہے کہ نصف صدی سے مسترد جماعتوں کے "حقائق نامے" کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ قاضی حسین احمد کی سوچ مایوسی اور محرومی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سیاست میں 100 دنوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ حقائق نامے جاری کرنے بہت آسان ہیں لیکن حقائق سے نبرد آزما ہونا بالکل مختلف چیز ہے۔

○ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کی حیثیت کا تعین کرنے کے لئے مولانا محمد خان شیرانی محترمہ بے نظیر بھٹو کا مقابلہ کریں گے۔

○ طالبان کے مسئلہ پر بھارتی وزارت خارجہ دو گروپوں میں بٹ گئی ہے۔ بھارت نے طالبان کو تسلیم کرنے کا فیصلہ موخر کر دیا۔

○ ایک سروے کے مطابق عوام کو امید ہے کہ نواز شریف کی حکومت اقتصادی بحران پر قابو پا لے گی۔

ضروری اعلان

○ الفضل کے نمائندے برائے اشتہارات مکرم محمد احمد مظفر صاحب علوی فوری طور پر دفتر الفضل سے رابطہ کریں۔

مینیجر الفضل،

حیرت انگیز سیل
• لان پرنٹ نئے خوبصورت ڈیزائنوں میں • بریزا چکن • سوس چکن
• ماربل شفون • شفون جارجٹ
• انڈین قمیض دوپٹہ اب صرف چند ہفتوں کیلئے فائدہ اٹھائیں۔
باجوہ کلاتھ سٹورز گولبازار ربوہ
فون : 568

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز پوٹنسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیوپیتھک کتب نیز ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص فارم CDF ۱۵/ روپے میں ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211283 کلینک 771 211054
فیکس 212299

Digitized by Khilafat Library Rabwah